مدینۃ المسیح

۳۔ ستمبر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے درس القرآن صبح آٹھ بجے سے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک اور پھر ظہر کے بعد عصر تک دینا شروع فرما دیا ہے۔ تا کہ درس زیادہ وقت میں دیا جا سکے ✦

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کھیوڑہ سے اور مولوی ظہور حسین صاحب کالکا سے واپس آگئے ہیں ✦

معاصر فاروق نے اپنا ایک خاص نمبر ۱۳۔ ستمبر کو شائع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ پرچہ بہت دلچسپ ہو گا۔ احباب خاص طور پر منگا کر اس کا مطالعہ کریں ✦

مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کی بعض ضروری خدمات کے سر انجام دینے کیواسطے ۲۲ اگست کو شملہ تشریف لیگئے تھے۔ جہاں یکم ستمبر کو صاحب گورنر پنجاب سے بھی آپکی ملاقات ہوئی۔ اور ۴ ستمبر کی صبح واپس قادیان پہنچ گئے۔ وائسریگل لاج میں آپکی ملاقات بترتیب معہ دستو ڈان ...

اخبار احمدیہ

طلباء ہائی سکول کیلئے اعلان

۱۔ موسمی تعطیلات کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۲۲ ستمبر کو کھلے گا۔ بیرونی طلباء کو چاہیئے۔ کہ ۲۱ ستمبر کی شام تک دار الامان پہونچ جائیں۔ دسویں جماعت کے طلباء حسب ہدایات نو ستمبر تک پہونچ جائیں۔ معقول عذر کی صورت میں صرف مصدقہ درخواست پر غور کیا جائیگا ✦

۲۔ جو طلباء اکٹھے مل کر کم از کم چار کی تعداد میں ایک ہی ریلوے سٹیشن سے آنے کا اہتمام کر سکیں۔ وہ بہت جلد اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ تا کہ ان کے واسطے ریلوے کنیشن کا انتظام کیا جا سکے۔

۳۔ ممبرانِ انصار اللہ جنہوں نے ترقی اسلام کے لئے چندہ کی کاپیاں لی ہوئی ہیں۔ چندہ کی وصولی میں پوری کوشش اور تندہی سے کام لیں۔ وہ یاد رکھیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ان کی محنتیں اکارت نہیں جاتیں۔ اللہ تعالےٰ ضرور ان کے لئے کامیابی کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اگر رسید بکس ختم ہو جائیں تو اور منگوالیں۔ اور جب دس روپیہ تک چندہ جمع ہو جائے۔ تو ناظر صاحب بیت المال کے پاس بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ اپنے پاس رکھنے میں خطرہ ہے۔ اس دفعہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کس قدر کوشش انصار اللہ دینی کاموں کے واسطے کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو۔ مانگنا وہی بُرا ہوتا ہے۔ جو اپنی ذات کے لئے ہو۔ خدا کے دین کی ترقی کے واسطے مانگنے میں سب مخلوق کا بھلا ہے۔

خاکسار قاضی محمد عبد اللہ بھٹی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

پتہ مطلوب ہے

محمد حسین صاحب خیاط متوطن ... شیخاں ضلع سیالکوٹ بغداد کا پتہ بتلا گئے تھے جس کو تقریباً ایک سال ہوتا ہے۔ مگر چھ ماہ سے وہ لاپتہ ہیں۔ وہ جہاں کہیں ہوں اپنا پتہ دیں۔ ان کے بال بچے سخت تکلیف میں ہیں۔

محمد منظور احمد حیدر آبادی۔ حال مقیم قادیان

درخواست دعا

میرا لڑکا کچھ دنوں سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ✦

عاجز محمد حسین ڈرگ روڈ

۲۔ میڈیکل سکول امرتسر سے امسال آخری سال کا امتحان دینے والے احمدی طلباء ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ فیروز الدین سیکرٹری

غیر مبایعین پشاور کی افسوسناک حالت

پشاور کے غیر مبایع باوجودیکہ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں چودہ سال سے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نتیجہ ہمیشہ الٹا ہی نکلتا رہا۔ گذشتہ تھوڑے سے عرصہ میں کئی ایک سعید الفطرت معتقد اصحاب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدام مثل جناب مرزا رمضان علی خاں صاحب پنشنر۔ جناب مرزا مظفر احمد خاں صاحب۔ جناب مرزا مختار احمد صاحب ایم۔ اے جناب میاں بہادر دین خاں صاحب سوداگر۔ جناب ملک محمد اکرم خاں صاحب بی۔ اے اور معلی القاب خاں صاحب محمد دلاور خاں صاحب اسسٹنٹ کمشنر نوشہرہ وغیرہم نے امیر غیر مبایعین کی فتنہ انگیز و اتحاد سوز پالیسیوں سے مطلع ہو کر اس سے علیحدگی کا اظہار کیا۔ اور خلافت احمدیہ کو جماعت کے اتحاد و ترقی کا واحد ذریعہ یقین کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیعت میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ اور کئی ایک دیگر سعید الطبع احباب ابھی ان کی تقلید کی تیاری کر رہے ہیں۔ سلسلہ کی اس کامیابی کو روکنے کے لئے غیر مبایعین کے ہاتھ میں اس کے سوا اب کوئی علاج باقی نہیں کہ وہ ہمیں بدنام کرنے کے لئے جھوٹے اور مفتریانہ پراپیگنڈوں پر خوب زور دیں۔ ہم عرصہ سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ پشاور میں جس جگہ ہم نے تبلیغ شروع کی اسی جگہ ان کے مبلغین نے زیر تبلیغ اشخاص کے خلاف غیر احمدی مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا اور ان بیچاروں کے لئے طرح طرح کے مشکلات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا [illegible] ہوئے اسی کوشش میں رہتے ہیں۔ کہ نو احمدیوں کے خلاف ان کے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے جذبات کو مشتعل کر کے ایک فتنہ کھڑا کریں۔ اسی ایک ہتھیار کے ذریعہ ان کے مبلغین یصدون عن سبیل اللہ کا فرض منصبی ادا کرتے رہتے ہیں۔ [illegible] چند یوم سے انہوں نے ہمارے ایک [illegible] بھائی میاں محمد یوسف صاحب [illegible] برخلاف استعمال کرنا شروع کیا۔ جس کے باعث اس بے چارہ کے لئے اپنے محلہ میں طرح طرح کی مشکلات پیدا ہو گئیں اور بالآخر میر مدثر شاہ نے حسب العادت مغالطہ دیکر ایک مغالطہ آمیز تحریر پر اس کا دستخط کرا لیا۔ جو ۷ اگست کے پیغام صلح میں شائع کرا دی۔ اس تحریر کی حقیقت تو خود میاں محمد یوسف صاحب کی چٹھی سے ظاہر ہو جائیگی۔ جس کی نقل ذیل میں درج ہے۔ لیکن ہم غیر مبایعین حضرات سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے باوجود محنت شاقہ اور صرف کثیر کے گذشتہ چودہ سال میں ضلع پشاور کے اندر کونسی کامیابی حاصل کی۔ ان کا معیار ترقی اگر یہی ہے۔ کہ "من از بالا بہ پائیں مے ترقم"۔ تو بیشک ان کو مبارک ہو۔ کیونکہ کئی ایک پرانے احمدی ان میں سے نکلکر غیر احمدیوں میں جا ملے اور کئی ایک کنارے پر بیٹھے ہیں۔ کئی سعادت مند ان سے جدا ہو کر ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور اکثر آنے والے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز۔ ان کو چاہیئے تھا۔ کہ ان واقعات سے سبق حاصل کرتے اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے صحیح اصول کی طرف رجوع کرتے۔ جس جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی محنت کے ساتھ اکٹھا کیا تھا۔ اس مبارک جماعت کو متفرق کرنے والی کوششوں کو چھوڑ دیتے۔ اور اپنے قیمتی وقت اور مال کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی عظمت کو قائم کرنے میں خرچ کرتے۔ اور اس افترا پردازی سے باز آجاتے۔ جس کے صلہ میں ان میں سے اکثروں نے اپنے نفوس کے اندر نشانات پر نشانات دیکھے۔ لیکن غفلت کی پٹی تاحال ان کی آنکھوں پر سے نہ اتری۔ اور وہ انہی راہوں پر گامزن ہیں۔ جس کا نتیجہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گا۔ ہم تو دعا ہی کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ان غلطی خوردہ بھائیوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ اور حق کی مخالفت سے باز رکھکر اخوت و محبت کی اس لڑی میں منسلک کر دے۔ جو خدا کے مسیح نے ایک جماعت کی صورت میں اپنے مبارک ہاتھوں سے تیار کی۔

خاکسار

عبد المجید احمدی آنریری فنانشل سکرٹری

انجمن احمدیہ پشاور

میاں محمد یوسف صاحب احمدی کا خط

سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح ۷ اگست ۱۹۲۸ء میں ایک خط میرے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس کے متعلق کمترین [illegible] حضور ناظر جان [illegible] اظہار کرنا چاہتا ہے۔ کہ م[illegible]ثر شاہ صاحب غیر مبایع نے محض دھوکہ دہی سے ایک تحریر پر جو اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی میرے دستخط کرائے۔ جس کے مضمون سے مجھے قطعاً اتفاق نہیں۔ کمترین حضور پر نور کو حق پر مانتا ہے۔ اور حضور کے عقائد کے ساتھ مجھے بکلی اتفاق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور منشاء کے بالکل مطابق ہیں۔

مزید براں میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں افتراق و انشقاق کا بانی مبانی سمجھتا ہوں۔ ان کو وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ کا مصداق جانتا ہوں۔ اس لئے میں ان کی بیعت میں کس طرح شامل ہو سکتا ہوں جنہوں نے خدا کے فرستادہ اور مرسل کے قائم کردہ مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور مرکز بنایا۔ اللہ تعالےٰ ان فتنہ گردوں کے شر سے مجھے ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک غیر مبایع کا حملہ

سرینگر کشمیر میں ایک غیر مبایع مولوی عبد اللہ صاحب وکیل ہیں۔ آپ پر اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کے عقائد نے اتنا گہرا اثر کیا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ غیر مبایعین کے مبلغ مولوی عبد الحق صاحب کی موجودگی میں مندرجہ ذیل تحریر مولوی عبد اللہ صاحب وکیل نے لکھی۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی حالت کہاں سے کہاں تک جا پہونچی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"لو تقول کی آیت سے جو استدلال حضرت مرزا صاحب نے یہ کیا ہے۔ کہ مفتری علی اللہ تیئیس ۲۳ سال زندہ نہیں رہتا یہ استدلال درست نہیں۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ میرے نزدیک ایک مفتری ۲۳ سال سے زیادہ بھی زندہ رہ سکتا ہے۔" محمد عبد اللہ وکیل

اعلیٰ درجہ کے مومن بننے کی کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے خطبہ [illegible] ۱۹۲۸ء میں ارشاد فرمایا تھا۔ وصیت کرتے ہوئے احباب کو یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے۔ وہ ⅓ ہے۔ اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں اگر اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ⅓ حصہ کی نہ کر سکے۔ تو ¼ حصہ کی کرے۔ اگر ¼ کی نہ کر سکے تو ⅕ کی کرے۔ اگر ⅕ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅙ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅙ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅐ حصہ کی کرے۔ اگر ⅐ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅛ حصہ کی کرے اگر ⅛ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅑ حصہ کی کرے۔ اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو ⅒ حصہ کی کرے۔

اس تحریک کے ماتحت بہت سے احباب نے اپنے حصہ وصیت میں اضافہ کیا ہے۔ جن کے نام پیشتر ازیں شائع ہو چکے ہیں۔ اب منشی عبد الکریم صاحب مدرس سکنہ گمین ضلع جالندھر جن کی تنخواہ پہلے ۳۰ رکھی۔ اب ۳۶ ہو گئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ⅕ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ اور میرے مرنے کے وقت بھی جس قدر ترکہ ہو اس کا ⅕ حصہ

131

وصیت نمبر ۲۸۵۷

میں اللہ بخش ولد میاں غلام رسول صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ سرکاری ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ڈاکخانہ وتحصیل وضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ مئی ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی للعہ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۷-۵-۳۸

العبد موصی اللہ بخش ہیڈ سگنلر بقلم خود گواہ شد۔ محمد شفیع اسلم ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کوہ مری گواہ شد محمد عبد اللہ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول مری

ضرورت رشتہ

قوم زمیندار خادم سلسلہ ہماری انجمن کے سیکرٹری ہیں۔ اور غیر شادی شدہ ۲۳ سالہ جوان ہیں۔ ان کو جوان رشتہ اپنے خاندان سے ملتا ہے۔ مگر خواندہ رشتہ کا از حد اشتیاق ہے جو ان کے خاندان میں احمدیت کی تعلیم اور تہذیب اور شائستگی کی روح پھونک دے۔ پس اسی غرض سے اخبار میں شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ خط وکتابت بنام

چوہدری تاجدین پٹواری آبادی حلقہ شتاب گڑھ ڈاکخانہ شیر گڑھ۔ ضلع ملتان

نقشہ اجرت اشتہار

تعداد	پورا صفحہ	نصف صفحہ	کالم	نصف کالم	۱/۴ کالم	۱/۶ کالم	۱/۸ کالم
۴۸ بار	۳۰۰ روپے	۱۶۰ روپے	۱۰۸ روپے	۶۰ روپے	۴۰ روپے	۳۲ روپے	۲۸ روپے
۲۴ بار	۱۶۰ روپے	۸۸ روپے	۶۰ روپے	۳۲ روپے	۲۴ روپے	۲۰ روپے	۱۶ روپے
۱۲ بار	۹۰ روپے	۵۰ روپے	۳۴ روپے	۱۸ روپے	۱۵ روپے	۱۲ روپے	۹ روپے
۴ بار	۳۲ روپے	۲۰ روپے	۱۳ روپے	۷½ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے

ہندوستان کی خبریں!

تنگیں۔ ۲۷ اگست۔ ایک مسلمان خاتون فضیلت النساء جو کومِلّی علاقہ تنگیں کی رہنے والی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان جارہی ہیں۔ آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے حساب میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور اول درجہ پر آئیں۔ دس ہزار کا عطیہ آپ کو سرکار سے ملا ہے ؛

لاہور۔ ۲۹ اگست۔ لاہور ٹریفک پولیس کو چھتریاں مہیا کی گئی ہیں۔ جو کہ انکی پیٹیوں میں لگ جاتی ہیں۔

سیالکوٹ۔ ۲۸ اگست۔ ودھاوامل اور عبداللہ شاہ کورٹ نائبوں کے لئے لالہ چمن لال مجسٹریٹ کی عدالت سے سنگین سزا کا حکم ہوا ہے۔ ان ہر دو مجرموں نے ہزاروں کی تعداد میں فرضی گواہوں کے فرضی مقدمات میں جعلی رسیدیں بناکر قریب دس ہزار روپے وصول کئے۔ عدالت نے سزائے قید کے علاوہ ملزم ودھاوامل کو ۱۳۰۰ روپے اور عبداللہ شاہ کو ۲۳۰۰ روپے جرمانہ کی سزا دی۔ اور اپنے فیصلہ میں کپتان سردرخاں مجسٹریٹ کے خلاف بھی ریمارک کیا۔ جن کی عدالت سے اس غبن شدہ روپے کا کثیر حصہ ادا کیا گیا۔

لکھنؤ۔ ۳۱ اگست۔ نمایندگان پنجاب نے باہمی سمجھوتہ کرلیا۔ کہ دس سال کے لئے نشستوں کی تخصیص اڑادی جائے۔ لیکن ان کو یہ حق حاصل رہے۔ کہ اس میعاد کے بعد وہ اس مسئلہ کو دوبارہ زیر بحث لاسکیں ؛

لکھنؤ۔ ۳۱ اگست۔ بنگال کی طرف سے مسٹر جے ایم سین گپتا اور مولانا اکرم حسین نے فرقہ دار نیابت کے متعلق نہرو کمیٹی کی سفارشات کو باضابطہ طور پر منظور کرلیا ہے۔

شملہ ۳۱ اگست۔ اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں جو امور سرکار کی طرف سے پیش کئے جائیں گے۔ وہ نہایت ہی اہم ہیں۔ خطرناک ادویہ کا مسودہ۔ قانون پبلک سیفٹی بل۔ مسودہ ترمیم ٹریڈ یونین ایکٹ ٹریڈز ڈسپیوٹ بل۔ مسودہ ترمیم قانون معاوضہ کاریگران۔ مسودہ ترمیم قانون شفع۔ مسودہ ترمیم قانون تمسک مدراس وغیرہ کی اہمیت واضح ہے۔

مقدمہ الانصار دیوبند کا فیصلہ سنادیا گیا۔ مدیر الانصار کو ۳ ماہ قید محض اور ۳۵۰ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی اور مولوی طاہر صاحب طابع و ناشر کو زیر بحث مضمون کی اشاعت کے وقت دیوبند سے غیر حاضر ہونے کے باعث بری کردیا گیا ؛

۲۸ اگست۔ پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ علیگڑھ نے آل پارٹیز کانفرنس کے نام حسب ذیل تار ارسال کیا ہے۔ ممالک متحدہ کے مسلمان اس امر کو منظور نہیں کرتے۔ کہ جو حقوق و مراعات ان کو از روئے قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۱۹ء حاصل ہیں۔ ان سے دست بردار ہوجائیں۔ لہٰذا اگر کوئی دستور مسلمانوں کی مرضی کے بغیر اور ان کے نمائندوں سے بلا پوچھے مرتب کرلیا گیا۔ تو وہ اس کے پابند نہ ہوں گے۔

لکھنؤ۔ ۳۱ اگست۔ ۲۷ اگست کو بوقت ۸ بجے شام امین الدولہ پارک میں مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا۔ حافظ ہدایت حسین ممبر کونسل اور مسٹر ظہور احمد ممبر کونسل کے علاوہ اور اصحاب نے بھی ولولہ انگیز تقریریں کیں۔ اس مضمون کی تجاویز منظور کی گئیں۔ کہ مسلمانوں کو نہرو کمیٹی کی رپورٹ کی وہ سفارشات جو اس نے مخلوط نیابت اور اقلیتوں کے بارے میں کی ہیں۔ ان سے قطعاً اختلاف ہے۔ اور وہ جداگانہ حلقہ ہائے نیابت کو اپنی قوم کے حق میں بہتر اور مناسب سمجھتے ہیں ؛

شملہ۔ ۳۱ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر گیا پرشاد سنگھ کی وہ تجویز جس میں آپ نے پٹنہ ہائی کورٹ کے جسٹس کوئنی ہٹرل کو ہٹا دینے کی درخواست کی تھی۔ اور جو کہ ۱۰ ستمبر کو پیش ہونی تھا۔ گورنر جنرل نے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

پشاور ۳۰ اگست۔ شاہ امان اللہ نے احکام جاری کئے ہیں۔ جن کی رو سے افغانستان میں اسلحہ۔ آتشیں اسلحہ اور بارود وغیرہ کا بغیر لائسنس رکھا جانا ممنوع قرار دیا ہے۔ اس حکم پر افغانستان کے سکھوں نے اعتراض کیا۔ جس پر شاہ نے کرپان لائسنس کی پابندی سے مستثنےٰ قرار دی ہے۔

مدراس ۲۹ اگست۔ مدراس کے سٹرا گاؤں میں اٹھارہ شخص گرفتار کئے گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں بہت دیر سے یہ روایت چلی آتی ہے۔ کہ اگر کوڑھیوں کی لاشوں کو قبر سے نکال کر جلایا جائے۔ تو اندر دیوتا خوش ہوجاتے۔ اور اس گاؤں پر تمام سال رحمت باراں کا دور دورہ رہتا ہے۔ دو مسلمان جن کے جسم پر کوڑھ کے نشان پائے جاتے تھے۔ مر گئے۔ جن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دیا گیا چند ہندوؤں نے ان کو قبر سے نکال کر جلانے کی کوشش کی۔ جس پر مسلمان برافروختہ ہوگئے۔ اگر پولیس موقعہ پر نہ آتی۔ تو حالات خطرناک صورت اختیار کرلیتے ؛

لکھنؤ۔ ۳۱ اگست۔ پنڈت جواہر لال نہرو و دیگر ان اصحاب نے جو نہرو کمیٹی رپورٹ کے خلاف ہیں۔ اپنی علیحدہ پارٹی بنائی ہے۔ اس پارٹی کا نصب العین ہندوستان کے لئے مکمل آزادی حاصل کرنا ہے۔ یہ پارٹی مکمل آزادی کے لئے پراپیگنڈا کرے گی ؛

سکندر آباد ۲۷ اگست قابل اعتبار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی کے سابق سلطان کی بیوہ فاطمہ مہر انگیز خانم نے اپنے نمائندہ کے ذریعہ سے جو آجکل یہاں سیاحت کر رہا ہے حضور نظام دکن کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی تھی نظام نے اسکو منظور کرتے ہوئے ۵۰۰ پونڈ کا عطیہ خاتون کیلئے منظور فرمایا

غیر ممالک کی خبریں!

برلن۔ ۲۶ اگست۔ اس ہفتہ جرمنی کا پرانا تباہ کن جہاز زہرنجن بحر شمالی میں توپخانہ کی چاندماری کرنے میں مصروف ہے۔ اس جہاز میں انسان کا وجود نہیں پایا جاتا۔ اور وہ کسی عملہ جہاز کے بغیر خود بخود توپوں کے گولوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تختہ جہاز پر ایک آلہ لگا ہوا ہے۔ جس میں دوسرے جہاز سے ہدایات پہنچتی رہتی ہیں۔ یہی آلہ جہاز کو چلاتا اور اگر ضرورت ہو تو اس کے انجن کو بند کردیتا ہے۔ اگر گولہ سے یہ آلہ تباہ ہوجائے تو اسی قسم کا ایک اور آلہ جہاز کے اندر سے نکل آتا ہے اور بدستور کام کرنے لگتا ہے۔ اگر دوسرا آلہ بھی تباہ ہوجائے۔ تو دو کمان نکل آتے ہیں۔ جو آسمان کی جانب فائر کرتے ہیں۔ تاکہ انجنیر جہاز میں آکر اس کی مرمت کرسکیں ؛

ترانیہ ۲۷ اگست۔ البانیہ میں احمد زوغو کی بادشاہت کا اعلان کردیا گیا۔ تمام کاروبار بند ہے۔ قومی تہوار منایا جارہا ہے ہفتہ کے وسط میں رسم تاجپوشی کے موقعہ پر اظہار مسرت کے مظاہرات منتہائے کمال پر ہوں گے ؛

ٹرنٹو۔ ۲۹ اگست۔ آج صبح ایک شخص جوزف کامین نے اپنی جان گنوا کے اپنے بچوں کو بچایا۔ اس کا تمام کمرہ آگ سے بھر گیا تھا۔ وہ تو جل کر مر گیا۔ لیکن بچے صحیح سلامت بچ رہے۔ جب انجن میں آگ جلانے والا آدمی آیا تو اس نے دیکھا۔ کہ باپ تو جلا پڑا ہے۔ مگر اس کے بچے محفوظ ہیں۔ ایک بچہ اپنی ماں کی چھاتی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ اور دونوں مرے پڑے تھے۔ باقی دو بچے ہسپتال جاکر مر گئے۔

۲۶ لغایتہ ۲۸ اگست۔ حکومت افغانستان کے سرمائی مستقر لغمان میں دولت افغانستان کا دسواں جشن آزادی و استقلال منایا گیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمی شریک تھے۔ یک صد ہندوستانی بھی شریک تھے۔ خواتین بھی سو سے زیادہ شریک تھیں جن میں نصف کے قریب جدید ترین یوروپین لباس پہنے ہوئے تھیں۔ بقیہ نصف میں کچھ خواتین منہ پر نقاب ڈالے تھیں۔ اور بعض ٹرکی کی چارشف (برقعہ) میں تھیں۔ جشن میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ مگر صرف وہی لوگ داخل کئے جاتے تھے جو یوروپین لباس پہنے ہوئے تھے ؛

۲۸ اگست کی خبر ہے۔ کہ کپتان دیمنو جو اس طیارہ میں پرواز کر رہے تھے۔ جو منجانب دولت فرانس شہریار افغانستان کو تحفتاً نذر کیا گیا تھا۔ دس دن فضا میں سفر کرنے کے بعد کابل پہونچ گیا۔ یہ طیارہ براہ حلب۔ بغداد۔ طہران قندھار اور ہرات آیا ہے ؛

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔)

۳- مخالفین کی طرف سے ایک محض جھوٹا مقدمہ فوجداری میرے بھائی پر دائر کیا گیا ہے۔ احباب ان کی بریت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد علی۔ اناؤ۔

۴- میرے ایک رشتہ دار احمدی پر مقدمہ بن گیا ہے سب احمدی برادران کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

میاں محمد الدین احمدی۔ کوئٹہ شہر

ولادت

۱- اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھ کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ مولود کو خادم سلسلہ اور خادم دین بنائے۔ تمام احباب سے درخواست دعا خیر ہے۔ اس خوشی میں مبلغ چار روپے کسی غریب کے نام الفضل جاری کرنے کے لئے ارسال ہیں۔

احمد خاں۔ ملٹری گراس فارم (پونا)

۲- اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ۲۲ ر اگست ۱۹۲۸ء کو اس عاجز کے گھر تیسرا فرزند عطا فرمایا۔ تمام احباب مولود کی درازی عمر، سعادت آوری اور خادم دین ہونے کے متعلق دعا فرمائیں۔

خاکسار احمد اللہ خاں۔ ایبٹ آباد

دعائے مغفرت

۱- میری بیوی ۳۰ ر اگست ۱۹۲۸ء کو فوت ہو گئی ہے۔ بڑی خادمہ دین خاتون تھی جس نے اپنا زیور ریزرو فنڈ میں دیدیا تھا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ بہادر خاں احمدی بھاگٹانوالہ

۲- میری بیوی فوت ہو گئی ہے۔ احباب دعا مغفرت فرمائیں۔

میرزا مولا بخش۔ لاہور

۳- ۲۷ ر اگست ۱۹۲۸ء کو مبارک احمد جو اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم اسے مغفرت کرے۔ اور والدین کو نعم البدل عطا فرمائے۔

مبارک احمد - از لاہور

۴- مکرمہ زینب بی بی صاحبہ جو چوہدری غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام کی سوتیلی والدہ تھیں۔ ۲۸ ر مئی ۱۹۲۸ء بعمر ۷۵ سال فوت ہو گئیں۔ مرحومہ کو ۱۹۰۲ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل تھا۔ اور اپنی جائداد کی وصیت بحق مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہوئی تھی۔ مرحومہ مہمان نواز کم گو صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ان کی نعش معذوری کیوجہ سے نہیں آ سکی انشاء اللہ ان کے نام کا کتبہ بہشتی مقبرہ کے اندر نصب کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت النعیم میں جگہ دے۔ آمین

تصحیح

الفضل ۱۴ ر اگست صفحہ ۱۰ میں یہ فقرہ چھپا ہے:۔ "حسب ذیل مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہیں" یہ اصل میں یوں ہے "حسب ذیل مقامات میں احمدی پائے جاتے ہیں"

محمد دین۔ قائمقام ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

از محمد عزیز اللہ خاں صاحب اثر۔ شاگرد حضرت مختار صاحب شاہجہانپوری

تو ہے سرچشمۂ عرفان رسول عربیؐ
تجھ پہ نازل ہوا قرآن رسولِ عربیؐ

نہ ہوا ہے نہ کبھی ہوگا جہاں میں پیدا
تجھ سا کامل کوئی انسان رسولِ عربیؐ

اولیاء، غوث، قطب دین کے سارے رہبر
مانتے ہیں تجھے سلطان رسولِ عربیؐ

سچ تو یہ ہے بخدا بعد خدا ئے برتر
سب سے اعلےٰ ہے تری شان رسول عربیؐ

کون خالی ہے ترے فیض و کرم سے مولا
کس پہ تیرا نہیں احسان رسولِ عربیؐ

ہم نے پائی ترے صدقے میں حیات جاوید
کیوں نہ مانیں ترا احسان رسولِ عربیؐ

وہ دیا حق نے تجھے زور براہینِ کلام
سب ہیں انگشت بدندان رسولِ عربیؐ

جو اٹھا تیرے مقابل میں ہوا وہ غارت
ہم نے دیکھا یہی ہر آن رسول عربیؐ

علماء سب ترے کوچہ میں قدم رکھتے ہیں۔
گو نہ مانیں ترا احسان رسول عربیؐ

دشت فاران میں جونہی نور الٰہی چمکا
کھل گئے معنی قرآن رسول عربیؐ

مٹ گیا تیری اداؤں پہ عرب اور عجم
تیرا خادم ہوا ایران رسول عربیؐ

تجھ کو آغوش تمنا میں فلسطیں نے لیا
تجھ پہ شیدا ہوا کنعان رسول عربیؐ

فلسفۂ درس الٰہی کا پڑھا کر مولا
تو نے زندہ کیا یونان رسول عربیؐ

رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی
پڑھ رہے ہیں ترا قرآن رسول عربیؐ

مدح میں تیری ہے توریت و زبور و انجیل
گا رہا ہے تجھے قرآن رسول عربیؐ

عہدِ موسےٰ کے نوشتوں کی عبارت ساری
تجھ پہ چسپاں ہوئی ہر آن رسول عربیؐ

تختِ داؤد خدا نے تجھے بخشا مولا
تو ہے سرتاج سلیمان رسول عربیؐ

ابن مریم نے بتایا تھا کہ باپ آئے گا
تجھ میں پائی گئی وہ شان رسول عربیؐ

ہندوالوں نے بلا جبر کیا تجھ کو قبول
بس گیا دل میں ترا گیان رسول عربیؐ

دوستو وید میں بھی نام محمدؐ ہے لکھا
واہ وا کیسا ہے ذی شان رسول عربی

اس کے جھنڈے کے تلے آکے ذرا دیکھو تو
باغِ جنت کا ہے سامان رسولِ عربیؐ

"آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے"
یہ ترے ظِل کا ہے اعلان رسولِ عربیؐ

جن کے کانوں میں نہیں پہونچی ہے تیری آواز
ان کو پہونچے ترا فرمان رسولِ عربیؐ

تک رہے ہیں سبھی تجھے یورپ کے پیاسے مولا
منتظر ہے ترا جاپان رسولِ عربیؐ

روس بھی راہ حقیقت کے لئے ہے بیتاب
کر دے اس کو بھی مسلمان رسولِ عربیؐ

اہل مغرب نے بہت دیکھ لی دولت کی بہار
چاہتے ہیں ترا فیضان رسولِ عربیؐ

چار سو دہر میں آوازۂ توحید اُٹھے
کھول دے معنیٔ قرآن رسولِ عربیؐ

خدمتِ دیں کی غلاموں کو عطا ہو توفیق
پھر بنا دیجے مسلمان رسولِ عربیؐ

اپنی عترت کے تصدق میں **اثر** کو مولا
بخش دے روضۂ رضوان رسولِ عربیؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء

ویدک دھرم پر کہیں عمل نہیں

(۱)

ہر مذہب و ملت میں تھوڑے یا بہت ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مذہب سے سچی عقیدت رکھنے کے باوجود اپنی عملی اور اخلاقی حالت کے لحاظ سے اس کے بعض احکام پر کاربند نہیں ہوتے۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ وُہ ان احکام کو صحیح اور فائدہ بخش نہیں سمجھتے۔ اور اس کا اعتراف نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے کہ اپنی کمزوری اور غلط تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کرسکتے۔ اور گردوپیش کے حالات سے اثر پذیر ہو کر انھیں ترک کر دیتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکالنا اور ایسی حالت میں نکالنا جبکہ لاکھوں اور کروڑوں انسان ان احکام پر چلتے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں۔ کہ جس مذہب کی طرف ایسے لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ وُہ جھوٹا ہے۔ یا تو ایسے لوگوں کا کام ہے۔ جو اپنی جہالت اور بے وقوفی کی وجہ سے اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ کسی مذہب کی سچائی کن امور سے وابستہ ہے۔ یا پھر حد سے زیادہ چالاک ہیں۔ جو اپنی چالاکی سے دُوسروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔

ویدک دھرم کے پیرو جو اپنے آپ کو آریہ کہتے ہیں۔ اسی قسم کے لوگوں میں سے ہیں۔ ہمیشہ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ دُوسرے مذاہب کے ایسے لوگوں کے اعمال اور افعال سے ان مذاہب کے جھوٹے ہونے کا استدلال کریں۔ جو اپنی نادانی یا جہالت کی وجہ سے بعض احکام دین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ان کے افعال کا ذکر کرنے کے معاً بعد آریہ اس نتیجہ پر جا پہنچتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم سچا مذہب ہے۔ اس کا نہ وُہ کوئی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور نہ دلیل۔ اور پیش کریں بھی کہاں سے۔ جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ لیکن دعوےٰ یہ ہے۔ کہ

"ویدک دھرم میں کوئی ایسا سدھانت نہیں۔ جس سے منش کے آتما پر بوجھ پڑتا ہو۔ یا اس کے سوتنترتا میں کسی پرکار کی بادھا پڑتی ہو۔ اس کے سدھانت عقل اور دلیل کی کسوٹی پر پُورے اُترتے ہیں"

(پرکاش ۲ ستمبر)

بلا دلیل تو کوئی دعوےٰ بھی قابل توجہ نہیں ہوتا۔ لیکن وُہ دعوےٰ جو دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دینے اور اپنے مذہب کی ان پر فضیلت ثابت کرنے کی غرض سے کیا جائے۔ اسے تو کوئی عقلمند سننا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ لیکن آریہ سماجی اس قدر دیدہ دلیر واقع ہوئے ہیں۔ کہ ایک ہی سانس میں دنیا کے تمام مذاہب کو جھوٹا اور اپنے مذہب کو سچا کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ بجائیکہ اپنے مذہب کی سچائی کی ایک دلیل بھی پیش نہیں کرتے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔

اسی قسم کی حرکت کا مرتکب حال میں آریہ اخبار پرکاش (۲۔ ستمبر) ہوا ہے۔ اس نے اپنے ایک طول طویل مضمون میں اسلام اور عیسائیت کو اس بنا پر جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان مذاہب کے پیرو کہلانے والوں میں سے کچھ لوگ ان کے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ اور اس کے بعد صرف یہ فقرہ لکھکر۔ کہ

"ویدک دھرم میں یہ کشش ہے۔ کہ جو کوئی اس کا مطالعہ کریگا۔ خود بخود اس کی طرف کھنچا چلا آئیگا"

اس نے سمجھ لیا ہے۔ اب ساری دنیا کو ویدک دھرم کی صداقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہیگا۔

مگر یہ محض وہم ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ جو کوئی بھی ویدک دھرم کا مطالعہ عقل اور سمجھ سے کام لے کر کریگا وہ اس سے کوسوں دُور بھاگیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی دعوےٰ ہے۔ کہ رُوئے زمین پر کہیں بھی ویدک دھرم کو اس قابل نہیں سمجھا جاتا۔ کہ اس پر عمل کیا جائے۔

یہ بات ہے۔ جو کسی مذہب کو باطل اور جھوٹا قرار دیتی ہے کہ کوئی بھی اس کے احکام کو ماننے اور ان پر عمل کرنے والا نہ ہو۔ کیا خود آریہ کہلانے والے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وُہ ویدک دھرم پر چل رہے ہیں۔ اور اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ دعوےٰ کرے۔ تو اسے ویدک دھرم کی کم از کم چند ایک باتوں پر غور کر لینا چاہیئے۔ جو "رشی دیانند نے صدیوں کے بند دروازے کھول کر" نکالی ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۴ میں حسب ذیل صفات والی عورتوں کے سوا اوروں سے شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

"جس کے صاف سیدھے اعضاء ہوں۔ یعنی پسندیدہ ہوں اور جس کا نام عمدہ جیسے یشودا۔ سکھدا وغیرہ ہو۔ ہنس اور ہتھنی جیسی جس کی چال ہو۔ جس کا رونگٹا چھوٹا اور ملائم ہو۔ سر کے بال اور دانت باریک ہوں۔ اور جس کے دیگر اعضاء ملائم ہوں۔ ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا چاہیئے"

کیا ویدک دھرم کے گن گانے والے بتا سکتے ہیں۔ کہ وُہ ہر شادی سے پہلے عورت میں ان صفات کا معائنہ کر لیا کرتے ہیں۔ اور اس معائنہ کا طریق کیا ہے۔ پھر جن عورتوں میں یہ باتیں نہ پائی جائیں کیا انھیں بغیر شادی کے رہنے دیا جاتا ہے۔ اگر وُہ بغیر شادی کے رہتی ہیں۔ تو ان کے لئے ویدک دھرم نے زندگی گذارنے اور طبعی خواہشات پُوری کرنے کا کیا طریق بتایا ہے۔

(۲) رشی صاحب نے ویدک دھرم کے رُو سے شادی کے متعلق نوجوان اور کنواری لڑکیوں کو یہ حکم دیا ہے:۔

"حیض آنے سے تین برس بعد لڑکی خاوند تلاش کرے۔ اور جو اپنے لائق ہو۔ اس کو بیاہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۷)

کیا آریہ صاحبان کے ہاں اس پر عمل ہوتا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ ہندوستان بھر کے آریوں میں تو کہیں نہیں ہوتا اگر ہوتا ہو۔ تو پتہ بتایا جائے۔

(۳) رشی دیانند فرماتے ہیں:۔

"جب ماں باپ کے اختیار سے ہی بیاہ ہونے لگا۔ تب سے رفتہ رفتہ آریہ ورت ملک کا زوال ہوتا چلا آیا ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۹)

کیا آریہ والدین نے اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادی میں دخل دینا چھوڑ دیا ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں وُہ ویدک دھرم کے حکم کی خلاف ورزی کر کے آریہ ورت کے زوال کا باعث بن رہے ہیں

ایک بے بنیاد الزام

بعض اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اور چودھری چھوٹو رام صاحب نے ایک خفیہ کانفرنس میں ایک یادداشت کا مسودہ مرتب کر کے سائمن کمیشن کو بھجوایا ہے۔ اور ایک جاٹ صوبہ قائم کرنے کی تحریک کی ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ نہ کوئی ایسی خفیہ کانفرنس ہوئی نہ اس میں کوئی مسودہ مرتب کیا گیا۔ چنانچہ خود چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے اس کی تردید میں اعلان شایع کرا دیا ہے۔

اخبارات کو اپنے وقار اور ذمہ واری کو محسوس کرتے ہوئے ایسی بے سروپا باتوں کی اشاعت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو معزز اصحاب کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کا موجب ہوں۔

فاضلکا کے ہندو اور مسلمان

فاضلکا کے ہندوؤں نے اس بنا پر ہڑتال کر دی۔ کہ مسلمانوں کو گائے کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت کیوں دی گئی۔ اور اس وقت تک ہڑتال نہ کھولی۔ جب تک کمشنر صاحب نے ہندوؤں کے مطالبہ کو منظور کر کے ذبیحہ گائے سے مسلمانوں کو روک نہ دیا۔ اگرچہ ابھی اس بات کا قطعی فیصلہ نہیں ہُوا۔ کہ فاضلکا کے مسلمانوں کو ان کا وُہ حق دیا جائیگا۔ یا نہیں۔ جو پنجاب کے

دوسرے مقامات کے مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اور ہندوؤں کے شور و شر کے آگے سر تسلیم خم کرکے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ یا دو بحال رہے گا۔ لیکن اس وقت تک جو کچھ رونما ہو چکا ہے۔ اس سے اتنا تو ظاہر ہے۔ کہ حکام ہندوؤں کے ناجائز سے ناجائز مطالبہ کو بھی وقعت دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور ان کی دلا خاطر داری کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ❊

ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور نے اس وقت تک ہندوؤں سے گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر نہ کی تھی۔ جب تک وہ ہڑتال بند کرکے آئینی طور پر معاملہ کو پیش نہ کریں۔ لیکن کمشنر صاحب نے ذبیحہ گائے کی اجازت کو التوا میں ڈالکر ہندوؤں کی غیر آئینی کارروائی کو اختتام تک پہونچایا۔

مسلمانوں کو ہم کسی غیر آئینی کارروائی کے ذریعہ اپنا مطالبہ منظور کرلینے کا مشورہ تو نہیں دیں گے۔ اگرچہ ہندوؤں نے اسی طرح کامیابی حاصل کی ہے۔ البتہ یہ ضرور کہیں گے۔ کہ وہ جائز اور مناسب طریق پر پوری قوت اور طاقت اپنے حقوق حاصل کرنے میں صرف کریں ❊

مسلمانوں کو ہندوؤں کا طعنہ

"جس طرح مسلمانوں کو اپنے کالج چلانے کے لئے مسلمان پرنسپل نہیں ملتے اور وہ انگریزوں کو پرنسپل بناتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو اپنے انگریزی روزانہ اخبار چلانے کے لئے مسلمان ایڈیٹر نہیں ملتے۔ مدراس میں مسلمانوں کا روزانہ انگریزی اخبار ڈیلی ایکسپریس نکلتا ہے۔ اس کا ایڈیٹر ایک براہمن ہے۔ لاہور سے اکاسٹم آؤٹ لک نکلتا ہے۔ جس کا ایڈیٹر ایک یوروپین ہے۔ راجہ محمود آباد ایک اسلامی روزانہ اخبار نکالنے لگے ہیں۔ اس کا ایڈیٹر گن مرد ایک انگریز ہوگا"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو اخبار ملاپ نے اپنے ۲۲ اگست کے پرچہ میں شائع کئے ہیں۔ اور جن کو پڑھکر ہر مسلمان کا سر شرم و ندامت سے جھک جانا چاہئے۔ جو قوم ابھی تک ایسے آدمی بھی پیدا نہیں کر سکی۔ جو ان کے ایک آدھ قومی کالج کو چلا سکے اور ایک دو انگریزی اخبارات کی ایڈیٹری کر سکے۔ اسے ان اقوام کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کا کیا حق ہے۔ جو درجنوں کالج چلا رہی اور متعدد اخبارات نکال رہی ہیں۔ مسلمان جب تک تعلیم کی طرف پوری توجہ نہ کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی قوم کے لئے ایثار اور قربانی کرنا نہ سیکھیں گے۔ اس وقت تک ترقی کی دوڑ میں قطعاً شریک ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے ❊

سعید الفطرت اور اخلاص کیش انسان تکالیف اٹھا کر اور اموال خرچ کرکے فقیرانہ حالت میں لبیک اللھم لبیک کہنے کے لئے اس مقام پر جاتے ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ نے تمام دنیا پر فضیلت عطا کی۔ اور جہاں سے وہ نور چمکا جس نے ساری دنیا میں اجالا کر دیا۔ لیکن وہ لوگ جن کی ساری عمر دریوزہ گری میں بسر ہوئی ہو۔ انھیں اس جگہ جا کر بھی اپنے پیٹ کی ہی فکر رہتی ہے۔ وہ آستانہ الوہیت پر ناصیہ فرسائی کرنے کی بجائے ارباب دولت و حکومت کی دہلیزوں کی خاک چاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب وہاں سے لوٹتے ہیں۔ تو کسی روحانی فیض سے مستفیض ہونے کی بجائے زیادہ سے زیادہ مال و دولت سمیٹ کر لانے کی کوشش کرتے ہیں

ایسے بظاہر خوش قسمت لیکن در اصل بدقسمت افراد میں سے جو خدائے دوجہاں کے بیت سے اپنی شقاوت اور تیرہ باطنی میں اور زیادہ اضافہ کرکے آتے ہیں لیکن حیلوں حوالوں سے دوسروں کا مال ہتھیا کر لے آنے کو اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ ایک مولوی ظفر علی صاحب بھی ہیں۔ اس سال پھر وہ "حج" کے لئے گئے تھے۔ اور ان کے نقطہ نگاہ سے یہ "حج" بہت کامیاب ہوا ہے۔ کیونکہ اب کے ان کی مٹھی خوب گرم ہوئی ہے۔ چنانچہ ۲۶ اگست کا اخبار ملاپ لکھتا ہے:۔

"مسلم بنک کی شہر والی برانچ میں مولانا ظفر علی خاں نے پندرہ سو پونڈ جمع کر دئے ہیں۔ اور اس بنک کے مضبوط ہونے کی یہ ایک بڑی دلیل دی جا رہی ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ روپیہ ابن سعود سے لیا گیا ہے"

وہ مولوی ظفر علی جو اس گورنمنٹ کے ادنےٰ حکام کے آگے نہایت عاجزانہ طریق سے دست سوال دراز کرنے سے نہ شرمایا جسے الٹ دینا اپنا فرض بتاتا تھا۔ اور اب پھر بتاتا ہے۔ اس کا سلطان ابن سعود سے جن کی تعریف و توصیف میں وہ ہر وقت گیت گاتا رہتا ہے۔ روپیہ بٹور لینا کونسی بڑی بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ "جس شخص کا دین و ایمان روپیہ ہو" اور جسے روپیہ ہی کا لالچ "پولیٹیکل گرگٹ" کا خطاب دلا چکا ہو۔ وہ کہاں تک لیڈر کہلانے کا مستحق ہے ❊

"پیغام صلح" جب اپنے "آخری ہی نمبر" کے متعلق چیخ و پکار کرکے تھک گیا۔ اور اس کے "احباب" نے کوئی توجہ نہ کی۔ تو ہم نے اس کی کثرت اشاعت کا ایک طریق بتایا۔ ایڈیٹر صاحب پیغام کا بیان ہے "اس مضمون کا نکلنا تھا۔ کہ چاروں طرف سے آرڈر پر آرڈر آنے شروع ہو گئے۔ جس پر ہمیں تعداد اشاعت کو چھ ہزار پھر سات ہزار اور پھر آٹھ ہزار تک بڑھانا پڑا"

اس کے لئے اگرچہ لفظی طور پر ہمارا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ اور ادا کرنا چاہئے بھی تھا۔ کیونکہ اس کے امیر کی التجا جو اثر نہ پیدا کر سکی۔ وہ ہمارے چند فقروں نے پیدا کر دیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر طوطا چشمی اور بے مروتی کیا ہوگی۔ کہ ہمارے مضمون کے صدقے تو پیغام کو آرڈر پر آرڈر آئیں۔ اور وہ گرتے پڑتے آٹھ ہزار کی تعداد تک پہونچ جائے۔ لیکن ہمیں تبادلہ کا پرچہ بھی نہ بھیجا جائے۔ پیغام کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ ہم اس کے "آخری ہی نمبر" کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرینگے جو آرڈر پر آرڈر دینے والوں کے پیش نظر تھا۔ بلکہ ہم احتیاط کے ساتھ سنبھال کر رکھیں گے ❊

ہمیں یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ کہ پیغام کے "آخری ہی نمبر" کی اشاعت کا طریق جو ہم نے پیش کیا تھا۔ اُسے شرف قبولیت بخشا گیا چنانچہ ہمارے ایک بھائی محمد یعقوب صاحب لائل پور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گذارش ہے۔ کہ کمترین نے جب آپ کا یہ مشورہ جو آپ نے اہل پیغام کو آخری ہی نمبر کی اشاعت و تقسیم کے متعلق دیا تھا۔ کہ اخبار کے ڈھیر مختلف مقامات پر لگا کر ساتھ ہی جلی حروف میں یہ اعلان کر دیں۔ کہ جس قدر جس کا دل چاہے۔ اٹھا کر لے جائے۔ تو میں حیران تھا۔ کہ کیا ممکن ہے۔ پیغام والے اس مشورہ پر عمل کرینگے۔ اس وقت یہ بات مجھے بہت عجیب سی معلوم ہوئی تھی۔ لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب شہر لائل پور میں انھوں نے ایک ٹانگہ پر اخبار پیغام صلح کے آخری ہی نمبر کے بنڈل رکھکر بازاروں میں چکر لگایا۔ اور جو بھی ٹانگہ کے پاس گیا۔ اسے کہہ دیا۔ جس قدر آپ کی مرضی ہو۔ لے جائیں۔ دوکانداروں اور ہوٹل والوں نے کثرت سے پرچہ حاصل کیا۔ اور خوب دل کھول کر اس کی اشاعت میں مدد دی۔ واقعی پیغام کو اس کام میں بہت کامیابی ہوئی اور کثرت سے یہ اخبار لوگوں کے پاس پہنچا۔ خواہ اس کو کوئی پڑھنے کی غرض سے لے گیا۔ یا دوکان پر بطور ردی استعمال کرنیکی غرض سے۔ یہ لیجانیوالوں کو ہی علم ہے۔ لیکن کثرت سے دوکانداروں کے ہاتھوں میں اس کا پہونچنا بہت بڑی کامیابی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ پیغام صلح کی تقسیم مفت ہی اصل غرض تھی جو بدرجہ اولےٰ حاصل ہو گئی۔ خدا کرے۔ کہ پیغام کو ہمیشہ ایسی کامیابی نصیب ہو"

اگر اہل پیغام آئندہ بھی ہمارے دوستانہ مشوروں کی اسی طرح قدر کریں۔ تو بہت فائدہ میں رہیں گے ❊

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس القرآن سننے والوں سے خطاب

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۱ اگست ۱۹۲۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا۔ تو آئندہ ہفتہ میں

قرآن کریم کا درس

جو اس ماہ میں شروع ہوا تھا ختم ہو جائیگا۔ ہماری جماعت کے سینکڑوں دوست مختلف اوقات میں اور مختلف مقامات سے اس میں شمولیت کی غرض سے قادیان آئے۔ ایک جماعت تو ایسی ہے۔ جو مستقل طور پر یہاں رہی ہے۔ تاکہ پورا درس سنے اور فائدہ اٹھائے اور کچھ دوست ایسے تھے جو پوری فرصت تو نہیں نکال سکے۔ اور چند دن بعد آ کر شامل ہوئے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو شامل تو شروع میں ہو گئے تھے۔ مگر انہیں دوران درس میں ہی جانا پڑا۔ بہرحال سینکڑوں کی تعداد میں دوست اس غرض سے باہر سے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے

قرآن سننے اور سمجھنے کی محبت

ہماری جماعت میں پیدا کر دی ہے۔ ان گرمی کے دنوں میں جبکہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں آپ لوگ باوجود اس کے کہ آرام اور سہولت کے بہت کم سامان میسر تھے

پیٹھ سے پیٹھ ملا کر

اور پہلو سے پہلو لگا کر ہر روز ظہر سے شام تک بیٹھتے رہے۔ صرف نماز کے لئے درمیان میں وقفہ ہوتا۔ دنیا میں بہت سے جلسے ہوتے ہیں۔ اور ایسے جلسوں میں تو جن میں دین کی باتیں بیان ہوتی ہیں۔ لوگوں کے لئے جانا بھی دوبھر ہوتا ہے۔ اور جا کر وہاں بیٹھنا تو اور بھی دوبھر ہوتا ہے۔

پچھلے سال میں شملہ میں تھا۔ اور میں نے ان قومی لیڈروں کو دیکھا۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ رات دن قوم کے غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ شملہ جیسے سرد مقام میں اور اسمبلی ہال میں جہاں ہر قسم کی سہولتیں اور ناشتہ وغیرہ کے انتظام کے ہوتے ہوئے اکثر غیر حاضر رہتے۔ پھر جو آتے وہ بار بار اٹھ کر باہر چلے جاتے۔ وہاں اس وقت ایک شخص کا سوال نہ تھا۔ بلکہ قوم کا سوال تھا۔ اور قومی شیرازہ کے بکھرنے کے متعلق گفتگو تھی۔ اور اسے متحد کرنے کی تجویزیں تھیں۔ لیکن باوجودیکہ لیڈر اپنے گھروں کو چھوڑ کر وہاں پہونچ چکے تھے۔ مگر پھر بھی وہ لیڈر جو قوم کے غم میں گداز قرار دئے جاتے تھے۔ چند گھنٹہ وہاں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ گویا وہ تکلیف ان کے لئے مالایطاق تھی۔ بعض اوقات ایسے معاملات پیش ہوتے جن کا حل نہایت ضروری ہوتا۔ مگر وہ یہ کہنا شروع کر دیتے۔ کہ ہماری جائے قیام بہت دور ہیں۔ دیر ہو گئی۔ اس لئے اسے کسی اور وقت پر ملتوی کر دیا جائے۔ بعض اوقات پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کی کمیٹیاں بنائی جاتیں۔ مگر ان میں بھی

دو دو گھنٹے انتظار

کرنا پڑا۔ کہ بعض ممبر ابھی نہیں آئے۔ لیکن یہ ہماری جماعت کے لوگ کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں۔ ملک کی قسمت کے فیصلہ کے لئے نہیں۔ جس سے عزت کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ حکومت کے حصول کے لئے نہیں۔ جس کا خیال ہی ہر انسان کے دل میں کئی قسم کے سبز باغ دکھاتا ہے۔ بلکہ

اس کتاب کے پڑھنے کیلئے

جو خود بیان کرتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن خدا سے کہیں گے۔ رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ اے میرے رب میری قوم نے اس لطیف اور اعلیٰ درجہ کی کتاب کو بالکل چھوڑ دیا۔ ہاں اس چھوڑی ہوئی کتاب کے سمجھنے کے لئے ہماری جماعت کے لوگ شدید گرمی میں روزانہ کئی کئی گھنٹے بیٹھے اور نوٹ لکھتے رہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

یہ تکلیف جو آپ لوگوں نے ان دنوں میں اٹھائی ہیں اس میں اس حد تک تو شامل نہیں ہو سکا۔ جس حد تک آپ لوگوں کو پہنچی۔ کیونکہ میرے گرد اس قدر ہجوم نہ ہوتا تھا۔ جیسا آپ لوگوں کے پاس ہوتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے اس میں شامل کرنیکا ایک اور ذریعہ پیدا کر دیا۔ اور وہ یہ کہ میں پچھلے دنوں بہت بیمار رہا۔ بخار اور اسہال کی شکایت تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ کمی جو ہجوم میں بیٹھنے کی تکلیف سے رہ گئی تھی۔ شائد میرے حق میں بیماری سے پوری کر دی ہو۔ بہرحال ہم سب نے

نیک نیت اور نیک ارادہ

سے قرآن کریم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ مگر اب سوال یہ ہے۔ کہ اس تکلیف کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس میں تو شک ہی نہیں۔ کہ اس قسم کی تکلیف کی نظیر دنیا کی اور کسی قوم میں نہیں ملتی۔ ان لوگوں کو میں مستثنیٰ کرتا ہوں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہی یہ سمجھ رکھا ہے کہ الٹے لٹکے رہیں۔ یا الاؤ میں بیٹھے رہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کو ایک خاص وضع میں ڈھال رکھا ہوتا ہے۔ اور وہ چونکہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ دوزخ میں بھی دوزخیوں کے چمڑے بدلے جائیں گے۔ تاکہ انہیں عذاب کا احساس ہو۔ تو ان لوگوں کا الاؤ میں بیٹھے رہنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ خس کی ٹٹیوں کے اندر بیٹھنا۔ لیکن یہاں جو لوگ آئے ہیں۔ وہ دوسری قسم کی زندگی کے عادی ہیں۔ ان کے اس قدر تکلیف اٹھانے کے بعد اگر کچھ نتیجہ برآمد نہ ہو۔ تو ہم سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا کہ تکلیف بھی اٹھائی۔ اور فائدہ بھی کچھ نہ ہوا۔ پس میں جماعت کے

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ درس جب انہوں نے تکلیف اٹھا کر سنا ہے۔ تو اس سے فائدہ بھی اٹھائیں۔ اور وہ اس طرح کہ قرآن کریم کو دنیا تک پہونچائیں۔ قرآن دنیا میں غلافوں میں رکھنے یا جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس لئے آیا ہے۔ کہ ممبروں پر سنایا جائے۔ مناروں پر اس کی منادی کی جائے۔ اور بازاروں میں اس کا وعظ کیا جائے۔ وہ اس لئے آیا ہے۔ کہ پڑھا جائے۔ اور سنایا جائے۔ پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے۔ پھر پڑھا جائے۔ اور سنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام پانی رکھا ہے۔ اور پانی جب پہاڑوں پر گرتا ہے۔ تو ان میں بھی غاریں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ نرم چیز ہے۔ مگر گرتے گرتے سخت سے سخت پتھروں پر بھی نشان بنا دیتا ہے۔ اور اگر جسمانی پانی اس قدر اثر رکھتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہوا روحانی پانی

دلوں پر اثر

نہ کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اسے بار بار سنایا جائے اور اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دیوانہ وار نکلیں۔ اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ بے شک آج دنیا خدا سے دور ہو چکی ہے۔ دین سے غافل ہے۔ ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا ہے۔ آج کل کا تمدن اور تہذیب قرآن کے خلاف ہیں۔ موجودہ طرز حکومت قرآن کے بتائے ہوئے طرز حکومت کے خلاف ہے۔ اس وقت لوگوں کے مشاغل اور عادات واطوار قرآن کے خلاف ہیں۔ ان حالات میں قرآن کو مان لینا بہت مشکل ہے۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے۔ کہ سوائے قرآن کے ان تمام مفاسد کا علاج بھی کوئی نہیں۔ اگر قرآن

موجودہ زمانہ کے مفاسد

کے علاج کے لئے کافی نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور کوئی دوسری

کتاب بھیجدیتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کا دشمن نہیں۔ جب اس نے مکہ کے رہنے والوں کے لئے یروشلم کے یہودیوں اور فریسیوں کیلئے اور فرعون کے لئے ہدایت کا سامان کیا۔ تو اس زمانہ کے لوگوں کو وہ کبھی بھلا نہیں سکتا تھا۔ وہ باوفا ہے اور ایسا باوفا ہے۔ کہ جب لوگ اس سے بے وفائی کرتے ہیں۔ تو وہ رحم کرتا ہے۔ جب لوگ اس سے پھر جاتے ہیں تو وہ اس وقت یاد کرتا ہے۔ جب دنیا اسے بھولتی ہے تو وہ اسے بلاتا ہے۔ اگر واقع میں قرآن کریم موجودہ مفاسد کا تسلی بخش علاج نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ ضرور کوئی دوسرا ہدایت نامہ بھیجدیتا۔ تمام دنیا کی نظریں

ایک مامور کی آمد

پر لگی ہوئی تھیں۔ وہ آیا اور چلا بھی گیا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی قیامت تک بدل نہیں سکتا۔ اس کی آمد سے قبل یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شائد وہ کوئی اور ہدایت نامہ لے آئے۔ لیکن اس کے بعد یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن کریم ہی سب ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اور

جملہ بیماریوں کا علاج

ہے۔ اب اور کسی کتاب کا خیال مجنونانہ خیال ہے۔ یہی کتاب ہے جس سے دنیا کے مفاسد کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اور یہی سچا فیصلہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک روایت ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک سچ ہے۔ مگر اس سے ہمیں ایک سبق ضرور ملتا ہے۔ لکھا ہے۔ ایک صحابی آپ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت درد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جا اسے شہد پلا۔ وہ گیا اور پھر آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ شہد پلایا تھا۔ مگر آرام نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا جا پھر شہد پلا۔ وہ پھر گیا۔ اور پھر آ کر یہی عرض کیا۔ کہ آرام نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا جا اور شہد پلا خدا یقیناً سچا ہے۔ اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ شہد کے متعلق فرماتا ہے۔ فیہ شفاء للناس اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ خدا کے فیصلہ کے مقابل میں ہمارا فیصلہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور یہ

خدا کا فیصلہ

ہے۔ کہ قرآن ہی تمام مفاسد کا صحیح علاج ہے۔ اگر کوئی ناامید ہوتا ہے۔ کہ فلاں قوم نہیں مانتی۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ اور اگر کوئی کسی کے متعلق شقاوت کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو وہ بھی غلطی پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی جماعت پھیلے گی۔ اور بادشاہ بھی اس میں داخل ہوں گے۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس میں شامل ہو جائے گی۔ اور صرف اکا دکا لوگ چوہڑے چماروں کی طرح الگ رہ جائیں گے۔ اس تحریر کے بعد کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ دراصل ہماری طرف سے ہی

تبلیغ اور سنانے میں سستی

ہے۔

پس جن دوستوں نے درس سننے کے لئے تکلیف اٹھائی ہے۔ وہ فائدہ بھی اٹھائیں۔ اور عہد کریں کہ پوری تندہی سے تبلیغ میں مصروف ہو جائینگے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ اگر کسی شخص سے کہا جائے۔ کہ جرمنی کے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ تمہیں اپنا تخت پیش کریں۔ تو اسے کس قدر خوشی ہو گی۔ یا اگر کوئی کہے امریکہ والوں نے تمہیں اپنا بادشاہ بنانے کی تجویز کی ہے۔ تو وہ کس قدر خوش ہو گا۔ لیکن قرآن اس سے بڑھکر تخت پیش کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ علیٰ سررٍ متقبلین وہ ایسے بادشاہ نہیں بناتا۔ جن پر ہر وقت یہ خوف طاری رہتا ہے۔ کہ کب کوئی حریف حملہ کر دے۔ بلکہ ایسے بادشاہ بناتا ہے۔ جو بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

پھر قرآن کے متعلق آتا ہے۔ کہ جو اسے یاد کریگا یا کرائیگا۔ اسے

قیامت کے دن تاج

ملیگا۔ یعنی اسے بادشاہ بنایا جائیگا۔ اگر دنیا کی چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کے لئے اس قدر خواہش کی جاتی ہے۔ تو اس بادشاہت کے لئے جو خدا کی طرف سے عطا ہو گی۔ اور جو لازوال ہو گی۔ جس میں کوئی خطرہ نہیں۔ اس کے لئے کتنی کوشش کرنی چاہیئے۔

مجھے افسوس ہے کہ جماعت میں تبلیغ کا جوش ایسا نہیں۔ جیسا ہونا چاہیئے۔ بعض دوست تو ایسے ہیں۔ جو دوسرے لوگوں سے ملتے ہی نہیں۔ اور فرصت کے اوقات گھر میں بیٹھکر بسر کر دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ جو ملتے تو ہیں۔ مگر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور بعض اگر تبلیغ کرتے بھی ہیں۔ تو اس جنون سے نہیں۔ جس کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔ پس ایسا جنون پیدا کرو۔ کہ ہر وقت تمہارے سامنے تبلیغ کا مقصد رہے۔ جب تک کسی قوم کے لوگوں کو

مجنون کا خطاب

نہ ملے۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ خطاب ہے۔ جو سب نبیوں کو دیا گیا۔ اور انبیاء کے سچے پیروؤں کو بھی تبلیغ میں وہی سرگرمی دکھانی چاہیئے۔ کہ لوگ انہیں مجنوں کہنے لگ جائیں۔ پس ہماری جماعت کو بھی اس جنون سے تبلیغ کرنی چاہیئے۔ کہ اسلام کی فتح کا وہ زمانہ جس کے لئے ہم بیتاب ہیں۔ اور جس کے لئے ہمارے آباؤ اجداد بھی ترستے گئے ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

نظم کا سرقہ

امرتسر سے ایک نہایت متعصب ماہوار رسالہ راج بھگت نکلتا ہے۔ اس کے پچھلے پرچہ میں ناز محبت کے عنوان سے الفضل کی ایک نظم جو ۱۹۲۷ء میں چھپ چکی ہے۔ بجنبہٖ منشی کنہیا لعل کراچی کی تصنیف ظاہر کر کے شائع کی گئی ہے۔ اور آخر میں اپنا تخلص بھی لکھ دیا ہے۔ ع منشی مجھے بھی تیری محبت پہ ناز ہے نظم کا نقل کر لینا تو کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن اسے اپنے نام سے شائع کرانا نہایت ذلیل قسم کا سرقہ ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اور مسئلہ نبوت

مولوی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز کی جلد ۵ نمبر ۵ میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور دوسرے فرق اسلامیہ کے ساتھ اختلافات کے ذکر کے سلسلہ میں ایک اختلاف یہ بیان کیا ہے۔

"اس سلسلہ کے نزدیک اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کے بالفاظ دیگر یہ معنی ہیں۔ کہ اسلام میں وحی اور کشف کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے" (صفحہ ۱۸۴)

اور اسی سلسلہ میں ایک اور اختلاف دوسرے فرقوں کے ساتھ آپ یہ بیان کرتے ہیں:

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو" (صفحہ ۱۸۶)

اس کے متعلق میں ان سے سر دست صرف یہ پوچھتا ہوں کہ ان دونوں فقروں میں آپنے اختلافات عقائد کے شمار میں جو الگ الگ دو باتیں بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے نزدیک وحی اور کشف کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ اور دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے معنی کہ وہی سچے اور درست معنے ہیں۔ اور اس کے خلاف جو معنے بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ جھوٹے اور غلط اور نادرست ہیں۔ اس سلسلہ کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جس کو آپ کے واسطہ کے بغیر نبوت مل سکے۔ ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے؟ کیا اس بیان میں اسی فرق کی طرف اشارہ تو نہیں۔ جو اس حدیث نبوی میں بیان ہوا ہے۔ کہ لقد کان یکون فیمن قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم احد فانہ عمر۔ یعنی

"تم سے قبل کی امتوں میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے۔ جو نبی تو نہیں ہوتے تھے۔ مگر مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے ایک حد تک ضرور بہرہ یاب ہوتے تھے۔ پس اگر اس وقت میری امت میں کوئی ایسا فرد مقدر ہے تو ایسا شخص عمر ہے۔"

اس میں مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونے والوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک انبیاء دوسرے غیر انبیاء جو محدث کہلاتے ہیں اور یہ کہ اس طریق سے مولوی صاحب نے یہ بتایا ہے۔ کہ امت محمدیہ کے لئے صرف محدثیت کا دروازہ نہیں کھلا۔ بلکہ نبوت کا دروازہ بھی کھلا ہے۔

ہاں مجھے یاد آیا۔ ایک اور مقام پر بھی مولوی صاحب نے اس فرق نبوت و محدثیت کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے ان دو کا دروازہ کھلا ہونے کے مسئلہ کو بہت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔ جہاں آپ کہتے ہیں

"اللہ تعالےٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے۔ کہ جب کبھی دنیا کے لوگ خُدا سے بالکل قطع تعلق کر کے دنیا پر جھک پڑے.... تو اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کی بعثت سے ہی اس کا علاج کیا.... جسطرح آفتاب کے غروب ہو جانیکے بعد محض گذشتہ آفتاب کے انوار کے قصے واقعی روشنی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح نبی کے نشانات جب مشاہدہ کی حد سے گذر کر قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ان قصوں اور کہانیوں سے نورِ ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ آفتابِ نبوت ظہور کر کے دوبارہ اس کی تیز شعاعیں تمام تاریکیوں کو پاش پاش نہ کر دیں..... کوئی وجہ نہیں بتائی جاتی۔ کہ خُدا نے اس وقت وُہ اپنی سنتِ قدیمہ کیوں بدل دی۔ اور کیوں اس سخت ایمانی کمزوریوں کے وقت میں کسی ایسے شخص کو مبعوث نہ فرمایا۔ جیسے وُہ ہمیشہ سے مبعوث فرماتا رہا تھا۔

بلکہ اس سے بڑھکر تمام مذاہب اس بات سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اب اس زمانہ میں کسی سے ہمکلام ہو جیسا کہ وُہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ یا خارقِ عادت نشانات اور امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کرے۔ جیسا کہ وُہ پہلے کیا کرتا تھا۔ گویا نعوذ باللہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ وُہ لاتبدیل خُدا بھی بدل گیا" (ریویو جلد ۵ ص۱۲۰)

اس تقریر میں مولوی صاحب نے غیر احمدیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں پر دو الزام قائم کر کے انھیں پایہ ثبوت تک پہونچایا ہے۔

اوّل یہ کہ وہ لوگ اس زمانہ کے لئے سلسلۂ نبوت کے جاری ہونے کا انکار کر کے اور اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کو تبدیل شدہ قرار دے کر خُدا تعالےٰ کو بھی متبدل قرار دے رہے ہیں۔

دوم یہ کہ وُہ نہ صرف سلسلۂ نبوت کو اس زمانہ کے لئے بند کر بیٹھے ہیں بلکہ سلسلۂ محدثیت کا دروازہ بھی بند کر رہے ہیں۔ اور اس کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ کی سنت کو اس زمانہ میں تبدیل شدہ قرار دے کر خُدا تعالےٰ کو بھی تبدیل شدہ ٹھیرا رہے ہیں۔

مولوی صاحب نے اس جگہ نہ صرف نبوت اور محدثیت میں فرق کر کے ان ہر دو کے سلسلہ کا اس زمانہ میں بھی بدستور جاری ہونا ثابت کیا ہے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کے انکار کو یکساں طور پر اس بات کا مستلزم بتایا ہے۔ کہ گویا خُدا تعالےٰ کی ذات میں بھی اس زمانہ میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔

غرض میں مولوی صاحب کی ان تحریرات سے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں جس کا میں نے اُوپر اظہار کیا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ مولوی صاحب خود بھی اس پر روشنی ڈالیں۔

خاکسار محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ

فتنہ پردازوں کی کھلی چٹھی کا جواب

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے صیغہ تبلیغ نے اس نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ ۴ر کے ۲۵۔ اور ۱۲ر کے سَو کے حساب سے احباب منگوا کر تقسیم کریں۔ بک ڈپو تالیف و تصنیف قادیان

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا

(انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے ایک ممبر کے قلم سے)

129

انکشاف حالات کی غرض

بجناب ایڈیٹر صاحب

اخبار مدینہ بجنور میں میں نے دو مضامین خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق لکھے تھے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اعلان کیا تھا۔ کہ ان کے رسالہ اشاعت اسلام میں مفصل بحث ہوگی۔ میں نے اسے بغور پڑھا ہے۔ گو بہت سے امور پر انھوں نے تسلی بخش جواب دے دیا ہے تاہم دو ایک امور کے متعلق میں اُن سے خط و کتابت کرنی چاہتا ہوں میں کسی نیک کام کو بلا وجہ نقصان پہونچانا نہیں چاہتا۔ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر ہُوں۔ میں نے جو کچھ خواجہ صاحب کے متعلق لکھا تھا۔ وُہ سیکرٹری انجمن کی رپورٹوں کی بنا پر لکھا تھا۔ گو وُہ بہت حد تک غلط ثابت ہوئیں۔ مگر میں نے اصلاح کی وجہ سے لکھا تھا۔ اب بھی میں جو کچھ لکھونگا۔ وُہ بھی اسی مقصد سے لکھونگا۔ میرا ایمان ہے۔ کہ یہ انجمن حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی خلیفہ ہے۔ اور میں شخصی خلافت کا قائل نہیں۔ میں خُدا کے سامنے جواب دِہ ہُوں۔ اس لئے اصلاح کی غرض سے امرِ واقعہ لکھنے میں مجھے کوئی تامل نہیں۔

پریذیڈنٹ انجمن کا طریق عمل

میں سب سے پہلے جناب مولوی محمدؐ علی صاحب پریسیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کو لیتا ہُوں۔ ان کا طریق عمل شروع سے ہی مُوجبِ فساد ہوا۔ قادیان میں جماعت کے دو ٹکڑے ان کی اور مولوی صدر دین صاحب کی ذات بابرکات کی وجہ سے ہوئے۔ شروع سے ہی ان کا ارادہ لاہور کی جماعت کا امیر قوم بننے کا تھا۔ لیکن چونکہ اس وقت یہ خیال کیا جاتا۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب نے تفرقہ خلیفہ بننے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اس لئے ایک چال سے تین بزرگوں کو بیعت لینے کا حق دیکر خلیفہ مقرر کر دیا۔ اور بعد میں خود ہی اصل مقصد پر آ گئے۔ اور خود بخود "حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ" بن بیٹھے۔ اور دوسرے مذکورہ بالا حضرات کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔

قومی شُوریٰ کی حقیقت

اپنے خطبات اور تحریروں میں مولوی صاحب ہمیشہ حضرت عمرؓ کی مثالیں دیا کرتے ہیں۔ اور قومی شوریٰ پر بہت زور دیا کرتے ہیں لیکن جب کبھی ان کی شخصی رائے کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے۔ تو یہ ہمیشہ استعفیٰ کی دھمکی دے کر اپنا اُلّو سیدھا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی ان کی مانی نہیں جاتی۔ وُہ اپنے اختیارات سے مستعفی ہیں

یہاں میں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ احمدیہ جماعت لاہور ایک سخت ایماندار اور اصول کی پکّی جماعت ہے۔ ان میں ایثار کا مادہ بھی بہت ہے۔ مال و جان تک اسلام کے کام میں دیدینے میں دریغ نہیں کرتے۔ بیچارے سیدھے سادے بھی ہیں۔ قوت ایمان کی وجہ سے دوسروں کو بھی مومن سمجھتے ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب صریح خلاف واقعہ باتیں پیش کرا کے ان کو دھوکا دیتے ہیں۔ اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے طرح طرح کے ریزولیوشن پاس کراتے ہیں۔ بیچارے ممبر عقیدت مندی سے "جی حضوری" بن جاتے ہیں۔ یہ بات غور طلب ہے۔ کہ مجلس منتظمہ میں مولوی صاحب کے دو ہم زلف بھی موجود ہیں۔ اور تین ملازم انجمن بھی جن کی معطلی مولوی صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ مولوی صاحب کا ہمیشہ سے یہ طرز عمل رہا ہے کہ جو معاملہ انجمن میں پیش ہو۔ اس پر اپنی رائے کا پہلے ہی سے اظہار کر دیتے ہیں۔ تاکہ دوسروں کو مخالفت کا موقعہ ہی نہ ملے۔ حالانکہ اصولاً پریسیڈنٹ کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ انجمن کا کوئی فیصلہ اگر ان کی رائے کے خلاف ہو۔ تو ان کو اس کے کالعدم کرنے کا بھی اختیار ہے اور وہ حسب ضرورت اس اختیار کو برتتے بھی ہیں۔ پھر قومی شوریٰ اور حضرت عمرؓ کی مثالیں کہاں گئیں۔ اگر جنرل کونسل میں نگرانی پر فیصلہ ان کی رائے کے برخلاف ہو۔ تو پھر استعفےٰ کی دھمکی موجود ہے۔

انجمن پر مولوی محمدؐ علی صاحب کا قبضہ

انجمن اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی ہے۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوگا۔ کہ وُہ خود انجمن ہیں۔ امیر قوم۔ پریسیڈنٹ اور انچارج تصنیفات وُہ خود ہیں۔ انجمن کا امین ان کا بھتیجا ہے۔ منیجر بکڈپو ان کا بھانجا ہے۔ مہمان خانہ انجمن کا مہتمم بھی ان کا رشتہ دار ہے۔ ایک وقت میں سیکرٹری ان کا بڑا بھائی تھا۔ پھر اُن کا ہم زلف چوہدری ظہور احمد صاحب بہت مدت تک رہا۔ جس کے عہدِ حکومت میں بہت گڑ بڑ مچی۔ شعبۂ اخبارات کے انچارج ان کے ایک دوسرے ہم زلف یعنی محمد یعقوب خاں صاحب ہیں۔ گویا قریباً سب کے سب عہدیدار اُن کے رشتہ دار ہیں۔ جو کہ بڑی بڑی رقوم تنخواہ میں وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ چوہدری ظہور احمدؐ صاحب کا گریڈ اڑھائی صد روپیہ کا تھا۔ محمدؐ یعقوب خاں صاحب ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ مولوی صاحب کا ذکر میں آگے چل کر کرونگا۔

مسلم ہائی سکول کی تعمیر

چوہدری ظہور احمدؐ صاحب کی ایک زمین احمدیہ بلڈنگس میں تھی۔

انجمن کا فیصلہ تھا۔ کہ مسلم ہائی سکول احمدیہ بستی میں بنے۔ مولوی صاحب نے اپنے اختیارات برت کر اس کو کالعدم کیا۔ اور اپنے ہم زلف کی زمین کو بہت ہی گراں قیمت پر سکول کے لئے انجمن کے ہاتھوں بکوا کر اسے بیوپاریوں کے قرض کے پنجے سے بچالیا۔ اب سکول کس مپرسی کی حالت میں ایک گندی جگہ پر واقعہ ہے جس کے بالمقابل گائے اور بھینسوں کے اصطبل ہیں۔ اور تنور بھی موجود ہیں ؂

انجمن میں بھاری غبن

چودھری صاحب کے دوران حکومت میں انجمن میں بڑے بھاری غبن واقع ہوئے۔ منتظمہ کمیٹی نے ایک سب کمیٹی مشتمل مولوی مصطفٰے خان صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور محمد یعقوب خاں صاحب اس غبن کی تحقیق کے لئے مقرر کی۔ پہلے دو بزرگوں کا فیصلہ یہ تھا۔ کہ دفتر میں سخت بدنظمی ہے۔ اور غبن ہوئے ہیں۔ - - - - - - - - - - - - - محمد یعقوب خاں صاحب نے بوجہ ہم زلف ہونے کے اس فیصلہ کی مخالفت کی۔ مولوی محمد علی صاحب نے محمد یعقوب خاں صاحب کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔ اور پوشیدہ طور پر چودھری صاحب سے استعفٰے دلوا دیا۔ اور اس طرح سے معاملہ کو دبا دیا ؂

دو اقساط میں سو روپیہ ترقی

محمد یعقوب خاں صاحب صیغہ اخبارات کے انچارج ہیں۔ ان کے قومی ایثار نے زور کیا۔ اور اس وجہ سے استعفٰے دیا۔ کہ ان کو ایک اسلامیہ ہائی سکول سے ساڑھے تین صد روپیہ کی ملازمت ملتی ہے۔ یہ ایک چال بازی تھی۔ وہ ایک مڈل سکول تھا جس کے منتظمین خانصاحب کو عارضی طور پر چند ماہ کے لئے مانگتے تھے۔ اس دروغگوئی اور استعفٰے کی دھمکی سے خانصاحب کی تنخواہ مولوی صاحب نے ایک صد روپیہ دو اقساط میں بڑھادی ؂

امام مسجد احمدیہ اور بھاری غبن

ماسٹر فقیر اللہ صاحب امام مسجد احمدیہ تھے۔ اور انجمن کی بک ڈپو کے منیجر۔ مہتمم تصنیفات اور سٹاک کتب کے محافظ بھی تھے۔ انھوں نے مولوی صاحب سے مل کر عجیب کارروائیاں کیں۔ چنانچہ ان کی حسن خدمات کے معاوضہ میں ان کو مولوی صاحب نے اسسٹنٹ محاسب اور امین انجمن بھی بنادیا۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ ایک ہی شخص انجمن کی کتابیں چھپواتا ہے۔ وہی حساب سٹاک و فروخت کتب رکھتا ہے۔ وہی بل بناتا ہے۔ خود ہی پاس کرتا ہے۔ اور خود ہی بطور امین روپیہ دیتا ہے آخر ان کے عہد میں ایک بڑا بھاری غبن ہوا۔ جس کی ادائیگی کی ذمہ داری ماسٹر صاحب پر ڈالی گئی۔ احمدی جماعت نے ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انجمن کے فیصلہ کے ماتحت ان کو امامت سے الگ کیا گیا اور ان کو سب عہدوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور ان کی ترقی ہمیشہ کے لئے بند کی گئی۔ کیونکہ وہ ہر سال کسی نہ کسی طرح مولوی صاحب کو ناجائز طریقوں سے خوش کر کے ترقی لے لیا کرتے تھے۔ لیکن مولوی صاحب کو یہ فیصلہ کب بھاتا تھا۔ چنانچہ ان کو انجمن کے تمام صیغوں کا سپرنٹنڈنٹ بنادیا۔ اور اس میں صیغہ مال بھی آتا ہے۔ اور اپنے رشتہ داروں کو امین۔ انچارج سٹاک و فروخت بک ڈپو اور مہتمم مہمان خانہ بنادیا ؂

مولوی محمد علی صاحب ہزارہا روپیہ لے چکے

کہا جاتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی خدمات کا کوئی صلہ نہیں لیتے۔ مگر میں ثابت کرونگا۔ کہ انھوں نے ماسٹر فقیر اللہ صاحب سے مل کر ہزارہا روپے حق تصنیف کی آڑ میں عجیب اور انوکھے طریق سے وصول کئے۔ جب دار الکتب اسلامیہ یعنی بک ڈپو انجمن بنی تھی۔ تو قوم سے مولوی صاحب نے اپیل کی تھی۔ کہ اس کے ذریعہ سے فقط حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں چھپیں گی۔ چنانچہ پورا سوا لاکھ روپیہ نقد جمع ہوا پانچ یا چھ کتابیں تو حضرت صاحب کی شروع میں چھپیں۔ اور بعد میں تمام کی تمام کتابیں مولوی صاحب کی اپنی ہی تصنیفات چھپتی رہی ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں پر تو حق تصنیف ملنا ہی نہ تھا۔ مولوی صاحب پچیس فیصدی کیسے وصول کرتے۔ مولوی صاحب نے انجمن سے فیصلہ کروایا تھا۔ کہ ان کو پندرہ فیصدی حق تصنیف ملا کرے۔ بعد میں ایک چال سے وہ پچیس فی صدی کروایا گیا۔ آج تک مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کی ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام پر ناجائز طریق سے حق تصنیف لے رہے ہیں۔ یہ تو ان کی تصنیف نہیں۔ ترجمہ انھوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں تنخواہ پا کر کیا۔ پھر وہ کس حق تصنیف کے حقدار ہیں۔ اسی طرح انگریزی ترجمۃ القرآن پر بھی ان کو کوئی حق نہیں۔ اگر ملازمت میں ترجمہ کرنے سے ان کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ محمدؐ دی پرافٹ یعنی انگریزی ترجمہ سیرت خیر البشرؐ پر کیوں حق تصنیف لے رہے ہیں۔ اس کا ترجمہ تو محمد یعقوب خاں صاحب نے کیا تھا۔ کیا مولوی صاحب اس بات کا انکار کر سکتے ہیں۔ کہ انھوں نے ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے ذریعہ کئی مرتبہ فروخت کتب پر دوبارہ حق تصنیف وصول نہیں کیا۔ کیا مولوی صاحب نے ماسٹر صاحب سے مل کر انجمن کے ریزولیوشن کے برخلاف تجارت کا ایک انوکھا اور مضحکہ خیز اصول شروع سے ہی نہیں برتا؟ کہ جو کتب دفتر انجمن کے سٹاک سے نکل جائیں۔ خواہ وہ مفت اشاعت کے لئے ہوں۔ یا ان کی قیمت بھی وصول نہ ہوئی ہو۔ ان پر مولوی صاحب حق تصنیف لے لیتے ہیں۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں۔ کہ اس وقت کتب انجمن کے قرضہ جات تیس ہزار روپے سے اوپر قابل وصول ہیں۔ جس پر مولوی صاحب پچیس فیصدی یعنی ۸ ہزار سے اوپر روپیہ وصول کر چکے ہیں۔ خواہ بیچاری انجمن کو یہ قرضہ وصول ہو۔ یا نہ ہو۔

مولوی محمد علی صاحب ہمیشہ مفت اشاعت کتب کے لئے روپیہ مانگتے ہیں۔ قوم کے روپیہ سے کتابیں تو چھپ گئیں۔ وہ کیوں مفت تقسیم نہیں کی جاتیں لیکن چھپنے کے بعد دوبارہ قوم سے انہی کتابوں کی مفت تقسیم کے لئے روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس پر طرفہ یہ کہ خواہ مفت اشاعت ہو۔ یا نہ ہو۔ خواہ زرچندہ وصول ہو۔ یا نہ ہو۔ وعدہ شدہ زرچندہ پر مولوی صاحب اپنا پچیس ۲۵ فی صدی حق تصنیف وصول کر لیتے ہیں۔ جب ہی تو ہر سال قوم کی خدمت چھ ماہ سے زیادہ پہاڑوں کی ٹھنڈی ہواؤں میں کرتے ہیں۔ قوم کا درد ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ؂

مولوی محمد علی صاحب کا لڑکا ایک عیسائی سکول میں

لاکھوں روپے سے قوم کے بچوں کے لئے مسلم ہائی سکول تیار ہوتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے دل میں قومی ایثار اس قدر جوش زن ہے۔ کہ اُن کا اپنا لڑکا ایک عیسائی انگریزی سکول میں پڑھتا ہے۔ کیا مولوی صاحب ان تمام باتوں سے انکار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز تردید نہیں کر سکیں گے۔ ہاں وہ ایچا پیچی سے ٹال ضرور دینگے ؂

احمدیہ بستی کی سکیم کا حشر

مولوی صاحب کی امانت و دیانت کا ثبوت احمدیہ بستی میں مکان بنانے کی سکیم کا حشر ہے۔ ایک ماہواری چندہ اس لئے کھولا گیا تھا۔ کہ چندہ دہندگان کو باری باری جمع شدہ رقم احمدیہ بستی میں مکان بنانے کے لئے دی جائے۔ شروع شروع میں رقم مولوی صاحب کو اس لئے دی گئی۔ کہ ان کا مکان وہاں بننے سے دوسروں کو بھی ترغیب ہوگی۔ لیکن مولوی صاحب یہ رقم کھا گئے۔ اور مکان بنانے سے انکار کر دیا۔ اور اس طرح سے ایک قومی کام میں سد راہ ہوئے ؂

ہزاروں روپے کے بیمے اور رجسٹریاں

ہزاروں روپے کے بیمے اور رجسٹریاں مولوی صاحب کے نام آتی ہیں۔ جو چندے کی ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے حساب کتاب کا کوئی پتہ نہیں۔ میرے بھی ایک متمول دوست نے ایک معقول رقم اشاعت اسلام کے لئے بطور چندہ ان کو بھیجی تھی۔ جو آج تک لاپتہ ہے ؂

مولوی صدر الدین صاحب کے کارہائے نمایاں

اب میں مولوی صدر الدین صاحب کا جو مولوی محمد علی صاحب کے دست راست ہیں حال بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے مسلم ہائی سکول کھلوایا۔ جو کہ چند سال کے بعد چوہدری ظہور احمد صاحب کی زمین پر بنایا گیا۔ اس میں مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو دکان کھلوا دی جس میں ان کا حصہ تھا۔ پھر بورڈروں کے روپیہ سے گندم ارزاں خرید کر گراں نرخ پر سکول کو فروخت کی۔ برلن مسجد پر قوم کا روپیہ تو لگا۔ لیکن مولوی صدر الدین صاحب نے اس کو اپنی ذاتی ملکیت ٹھہرایا ہوا ہے۔ کیا زمین کی رجسٹری آج تک ان کے ذاتی نام میں نہیں۔ انہوں نے انجمن کے مطالبوں کے باوجود اس رجسٹری کو انجمن کے نام منتقل کیوں نہیں کیا؟ مولوی صدر الدین صاحب قوم کے روپیہ پر بطور ملازم انجمن جرمنی گئے۔ انہوں نے کیوں قوم کے روپیہ سے وہاں ذاتی تجارت شروع کی؟ اور کیوں قومی روپیہ سے مال خرید کر اپنے عزیزوں کو سیالکوٹ بھیجا؟ اور نصف نفع رکھ کر رقم واپس کی علاوہ ازیں قوم کے روپیہ سے ذاتی نفع کے لئے کیوں علیحدہ حمائل شریف چھپوائی؟ شرم کی بات ہے۔ کہ آپ انجمن سے سیکنڈ کلاس کا کرایہ تو وصول کرتے ہیں۔ بل سفر خرچ سیکنڈ کلاس کے بناتے ہیں۔ لیکن اکیلے سفر انٹر کلاس میں کرتے ہیں۔ یہ کس قدر کمینہ و سفلہ حرکت ہے۔ میں اکثر سفر پر رہتا ہوں۔ میں نے کئی بار ان کو اس طرح سفر کرتے دیکھا۔ جب دریافت کیا۔ تو اپنا ایثار جتایا۔ کہ قوم کا روپیہ تو زیادہ کرایوں میں ضائع کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔

مولوی صدر الدین صاحب کام تو کچھ کرتے نہیں لیکن تنخواہ معقول پا رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کالج اپنی مفت رہائش کے لئے کھلوا رکھا ہے۔ [illegible] جرمنی سے واپس آئے۔ تو انجمن نے ان کو چھ ماہ کی چھٹی دی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ چھٹی تو مانگی ہی نہیں۔ گھر بیٹھے جرمن رسالے کی ایڈیٹری کریں گے۔ گویا کہ وہ تمام عمر کی چھٹی با تنخواہ مانگتے تھے۔ کیونکہ انجمن ایک جرمن کو رسالے کی ایڈیٹری کے لئے الاؤنس شروع سے ہی دے رہی ہے۔

مولوی صدر الدین صاحب کا کمال

ہاں ایک بات میں مولوی صدر الدین صاحب کو کمال حاصل ہے۔ وہ قوم میں فتنہ پردازی پیدا کرنا ہے۔ حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب سے ملکر ایک اور انجمن کھڑی کی ہے۔ جس کا نام احرار المسلمین ہے۔ جس کا پریسیڈنٹ جہینوں انجمن کا مہمان رکھا گیا۔ احرار المسلمین کا پہلا پمفلٹ مولوی صدر الدین صاحب نے لکھا۔ خود ہی پروف کی تصحیح کی۔ اور انجمن سے چھپا نوے روپیہ اس کی طباعت کیلئے دلوائے۔ انجمن کے دفتر سے ہی یہ تقسیم ہوا۔ اب ایک ہفتہ وار اخبار "پیغام حق" کے نام سے نکلوایا ہے۔ اس کی ایڈیٹری بھی خود ہی کرتے ہیں۔ گو نام نہاد ایڈیٹر ایک کلرک کو بنایا ہوا ہے۔ اس کے اخراجات بھی انجمن سے دلواتے ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

معاہدہ کیوں توڑا

آخر میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ہم ایک دوسرے کے برخلاف کچھ نہ کریں گے۔ اب ان دو مولویوں نے مل کر ہماری طرف سے اس معاہدے کو کیوں توڑا؟

اے احمدی قوم! اُٹھ۔ جاگ۔ ہوشیار ہو اور ان شخصی بتوں کو توڑ۔ اور قوم کی کشتی کو ان ۔۔ ۔۔ ناخداؤں سے بچا۔

آخر میں برادران اسلام سے عرض ہے۔ کہ جب تک یہ اراکین انجمن اطمینان بخش صفائی پیش نہ کریں۔ تب تک اپنے مال کو نااہل ہاتھوں میں دیکر ضائع نہ کریں۔

چندہ عام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

یہ بات تمام احباب کو معلوم ہوگی۔ کہ "چندہ خاص" ہر سال کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ معمولی رفتار چندہ عام کی سلسلے کے اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی جماعت کے تمام احباب پر ایک معین رقم "چندہ خاص" کی مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اپنی ماہوار آمدنی سے سالانہ چندہ خاص ادا کرے۔ تاکہ معمولی اخراجات میں کمی نہ ہو۔ گذشتہ تین سال [illegible] چندہ خاص کی شرح چالیس فی صدی سے پچاس فی صدی تک رہی ہے اس سال حضور نے اس شرح کو کم کر کے پچیس سے تیس فی صدی تک کر دیا [illegible] اس سال کی تحریک چندہ خاص میں جہاں حضور نے تمام جماعتوں کو یہ [illegible] ہے۔ کہ

"وہ اپنی آمد میں سے ایک معین رقم چندہ خاص [illegible] کریں۔ اور چاہیئے کہ وہ رقم ستمبر کے آخر تک پوری کی پوری وصول ہو جائے۔"

وہاں حضور کا یہ بھی ارشاد ہے۔

"یہ بھی کوشش رہے کہ اس کا اثر (چندہ خاص کا) "چندہ عام" پر ہرگز نہ پڑے۔ بلکہ چندہ عام پچھلے سال سے بھی زیادہ ہو کیونکہ مومن کا قدم ہر سال آگے ہی آگے پڑتا ہے۔ اور وہ ایک جگہ پر ٹھہرنا پسند نہیں کرتا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب پچھلے سال سے بھی زیادہ اخلاص سے چندہ کی طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ اگلے سال چندہ خاص کو بالکل اڑایا جا سکے۔ یا کم سے کم اس کی شرح کو بھی کم کیا جا سکے۔ اور اگر ہمارے دوست سب کے سب متفقہ طور پر کوشش کریں تو یہ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ ابھی بہت سے لوگ ہیں جو شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ یا بالکل ہی نہیں دیتے۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو دل سے سلسلہ کی صداقت کے قائل ہو چکے ہیں۔ اور صرف ایک محرک چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے احباب محبت اور پیار سے ان کمزور دوستوں کو چست کریں۔ اور وہ لوگ جو سلسلہ کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ ان کو اندر داخل کرنے کی کوشش کریں۔ اور سلسلہ کی اشاعت کے مقصد کو دل سے نہ بھلائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ کے تمام کاموں کی راہ سے روکیں اُٹھ جائیں اور وہ نہایت سرعت سے ترقی کرنے لگیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس نصیحت پر احباب اخلاص سے عمل کریں گے۔ کہ ہر ایک جماعت کا "چندہ عام" پچھلے سال کے چندہ عام سے کم سے کم پچیس فی صدی زیادہ رہے۔ اور ہر ایک جو نیک نیتی سے اس کام کیلئے کھڑا ہوگا۔ وہ یقیناً اس مقصد میں کامیاب ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی۔ اور اس کی برکات اس پر نازل ہو رہی ہوں گی۔"

پس احباب کو چاہیئے۔ کہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں پوری مستعدی دکھائیں۔ اور ان لوگوں کو جو چندوں کے ادا کرنے میں چست نہیں۔ محبت اور پیار اور احسن طریق سے چست کریں۔ اور جو لوگ بالکل نہیں دیتے۔ ان کو سلسلہ کے حالات اور ضروریات کی اہمیت بتا کر سمجھائیں۔ نیز ان لوگوں کو جو دل سے تو سلسلہ کی صداقت کے قائل ہیں۔ لیکن ابھی تک داخل نہیں ہوئے۔ سلسلہ میں داخل کریں۔ اگر آپ لوگ اس کام میں پوری کوشش کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ آپ کے لئے تائید و نصرت کے دروازے کھول دیگا۔

جو دوست اس مقصد کے لئے کھڑے ہوں۔ وہ وقتاً فوقتاً بیت المال کو اپنی کوششوں سے اطلاع دیتے رہیں۔ تاکہ ان کی کوششوں کی اطلاع حضرت کے حضور پیش کر کے دعا کی درخواست کی جائے۔

عبد المغنی ناظر بیت المال

ایک روپے میں ۲۰ الفضل

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک غیر احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں" ۲۸ اگست کے الفضل میں ۵ صفحوں پر چھپا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ الفضل ہر ایک احمدی جماعت اپنے مقام اور اس کے گرد و نواح میں کثرت سے شائع کرے۔ تاکہ ہمارے متعلق غیر مبائعین کی طرف سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ دور ہوں اور حقیقت حال کھلے۔ آپکو جس قدر کاپیاں مطلوب ہوں ہم سے منگوالیں۔ ایک روپیہ میں بیس پرچے دیئے جائینگے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار اس سے کم مطلوب ہوں تو ۱ر فی پرچہ معہ محصولڈاک قیمت ہے۔ جلد منگوا لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ پرچہ ختم ہو جائے۔

مینجر الفضل قادیان